بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کلمۃ الحرمین — رئیس التحریر "حرمین"

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ!

دُنیا کمانے کے ساتھ ساتھ آخرت کی فکر بھی کیجئے!

اپنے گرد و پیش نگاہ دوڑایئے، آپ کو اکثریت ایسے لوگوں کی نظر آئے گی جو اپنا معیارِ زندگی بلند کرنے کے لیے بیتاب، دولتِ دنیا کمانے کے لیے بے چین و مضطرب، رات دن ایک کیے ہوئے ہیں ــــ ان کی انتہائی تمنا یہی ہے کہ ان کی رہائش اعلیٰ، لباس بہترین ہو۔ بینک بیلنس اونچا، جائداد معقول ہو۔ اولادیں اعلیٰ تعلیم حاصل کریں، اونچے گھرانوں میں بیاہی جائیں، ہر ایک کی اپنی سواری، اپنا کاروبار، اپنی کوٹھی ہو!

ان میں سے بہت سے لوگوں کو یہ آسائشیں میسر بھی ہیں، لیکن اس کے باوجود ان کے چہرے ہیں تو پژمردہ، مسکراہٹیں ہیں تو کھوکھلی، لب ہیں تو شکووں سے لبریز، اعصاب ہیں تو تھکے تھکے، ذہن ہیں تو اجڑے اجڑے سے، اور دل ہیں تو سکون کی دولت سے ناآشنا!

ان کے برعکس کچھ لوگ وہ بھی ہیں کہ نہ مکان اپنا ہے نہ سواری اپنی، نہ لباس اعلیٰ نہ تنخواہ معقول! بینک بیلنس اور جائیداد تو دور کی بات ہے، ضروریاتِ زندگی بھی ڈھنگ کی میسر نہیں اور گزراوقات تک مشکل سے ہوتی ہے ــــ پھر جو حال اپنا ہے، وہی اولاد کا بھی ہے، لیکن انہیں اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں! ــــ انہیں اگر فکر ہے تو یہ کہ اس دنیا میں کوئی ایسا کام کر جائیں جو ان کی آخرت کے لیے سودمند ثابت ہو ــــ زیادہ سے عبادتِ الٰہی بجالائیں، دینِ حقہ کی کوئی خدمت سرانجام دے سکیں، علم حاصل کریں، اسے دوسروں تک پہنچائیں، اور یوں اپنے علاوہ خلقِ خدا کا بھی بھلا سوچیں ــــ دنیا اور دولتِ دنیا سے وہ بے نیاز ہیں، لیکن فکرِ آخرت میں ہمہ وقت مستغرق! حتیٰ کہ ان کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، سب کچھ اللہ کی رضا کی خاطر اور اس کے دین کی سربلندی کے لیے ہے ــــ یعنی ـــ

اسی کشمکش میں گزریں مری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و ساز رومی، کبھی پیچ و تاب رازی

اور ــــ تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جاؤں
اگر کچھ ہو سکے تو خدمتِ اسلام کر جاؤں

بس اس فکر کے علاوہ کوئی دوسری فکر انہیں پریشان نہیں کرتی ــــ مہنگائی بڑھتی ہے تو بڑھے، اشیائے صرف گراں تر ہوتی ہیں تو ہو جائیں، دنیا اونچا اڑتی ہے تو اڑے، اور خود ان کی اپنی آمدنی معمولی اخراجات کی بھی متحمل نہیں ہوتی تو نہ سہی، انہیں اپنے رب کی ذات پر توکل ہے ــــ روکھی سوکھی کھا کر گزارہ کر رہے ہیں، لیکن ان کے چہروں پر بلا کی طمانیت پائی جاتی ہے ـــ طبیعتوں میں قناعت ہے، ذہنوں میں زرخیزی، لبوں پر کلماتِ شکر ــــ اعصاب حوصلہ مند، روحیں مسرور اور دل مطمئن و آسودہ حال!

سچ فرمایا اللہ رب العزت نے:

"اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" (الرعد: ۲۸)

کہ "دلوں کو اطمینان و سکون، ذکرِ الٰہی سے حاصل ہوتا ہے"!

• اور سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

"من کانت الدنیا همه، فرق الله علیه امره وجعل فقره بین عینیه ولم یأته من الدنیا الا ما کتب له ــــ ومن کانت الآخرة نیته، جمع الله له امره وجعل غناه فی قلبه واتته الدنیا وهی راغمة۔" (سنن ابن ماجه، باب الهم فی الدنیا)

"جو شخص دنیا کو اپنا مقصود و مطلوب ٹھہرا لیتا ہے، اللہ رب العزت اس کے امور و معاملات کو پریشان کر دیتے ہیں اور اس کا فقر اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) ثبت کر دیتے ہیں ــــ جبکہ دنیا اسے اسی قدر ملتی ہے، جس قدر کہ اس کی قسمت میں لکھی ہوتی ہے! ــــ اور جو شخص آخرت کی نیت کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے احوال کو سنوار دیتے ہیں، اس کے دل کو غنا عطا فرماتے ہیں اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے"!

کاش انسان یہ سمجھ پائے کہ وہ اس دنیا میں کیوں آیا ہے؟ — وہ یہ جان لے کہ اس کا مقصدِ تخلیق کیا ہے؟ — قرآنِ مجید انتہائی واضح لفظوں میں فرماتا ہے:

" وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ " (الذّٰریٰت: ۵۶: ۵۷)

" میں (اللہ ربّ العزّت) نے جنّ و انس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، میں نہ تو ان سے رزق کا طالب ہوں اور نہ ہی یہ چاہتا ہوں کہ وہ [illegible]

رزق اور کھانا پینا بلاشبہ انسانی ضروریات میں سے ہیں — لیکن اوّلاً تو "کھانے پینے کے لیے جینے" اور "جینے کے لیے کھانے پینے" میں فرقِ بیّن ہے۔ ثانیاً یہ رزق تو انسان کی قسمت میں اسی وقت لکھ دیا جاتا ہے جب وہ رحمِ مادر میں ہوتا ہے — انسان جس قدر بھی ہاتھ پاؤں مارے، وہ بہرحال اللہ ربّ العزّت کا محتاج ہے:

" يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ " (فاطر: ۱۵)

" لوگو! تم سب اللہ ربّ العزّت کی بارگاہ کے فقیر ہو۔ جبکہ اللہ غنی ہے اور سزاوارِ حمد و ثناء!"

یہ درست کہ " لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ " کے تحت "انسان کو اسی قدر ملتا ہے، جس قدر کہ وہ محنت و کوشش کرتا ہے"۔ — لیکن یہ اصول صرف دنیا تک ہی محدود کیوں رہے؟ اس کی آخرت کو بھی تو محیط ہونا چاہیے! — لہٰذا وہ صرف دنیا کا طالب ہو کر آخرت سے محروم کیوں رہے، اور دنیا و آخرت دونوں کا طلبگار ہو کر دونوں سے شاد کام کیوں نہ ہو؟ — بالخصوص جبکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

" فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ [illegible][1]

" بعض لوگ ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں (جو کچھ دینا ہے) دنیا ہی میں عطا فرما، ایسے لوگوں کا آخرت میں کچھ حصّہ نہیں! — اور بعض ایسے بھی ہیں جو یہ دعا کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما، آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذابِ جہنم سے محفوظ

[1] البقرۃ: ۲۰۰ - ۲۰۲

رکھیو! — ایسے ہی لوگ اپنی کمائی کا حصہ پائیں گے اور اللہ جلد حساب لینے والا (اور جلد اجر عطا فرمانے والا) ہے"!

پس ہمیں چاہیے کہ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کی بھی فکر کریں — ایسا نہ ہو کہ دنیا کماتے کماتے خود دنیا ہی ہاتھ سے جاتی رہے — اور یہ کوئی عجوبہ نہ ہوگا۔ انسانیت کی تاریخ میں بارہا یہی کچھ ہوتا چلا آیا ہے — قرآن مجید شاہد ہے:

"اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ" (المؤمن: ۸۲)

"کیا یہ لوگ زمین میں چلتے پھرتے نہیں، تاکہ دیکھیں، جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا انجام کیسا ہوا؟ — (حالانکہ) وہ ان سے (تعداد میں بھی) زیادہ تھے، پھر قوت میں اور زمین میں نشانات (بنا کر اسے آباد کرنے) کے لحاظ سے بھی ان سے بڑھ کر تھے"!

چنانچہ ہم بھی اگر اپنے اصل مقصودِ حیات کو مسلسل فراموش کرتے ہوئے صرف رزقِ دنیا ہی کے طالب ہو کر اسی کو سب کچھ سمجھتے رہے، تو خدانخواستہ ہمارا حشر بھی یہی ہو سکتا ہے — اللہ رب العزت نے یہی بات سورۂ فاطر میں یکجا ذکر فرمائی ہے:

"يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ"

(فاطر: ۱۵ تا ۱۷)

"لوگو! تم سب کے سب اللہ کے محتاج ہو، جبکہ اللہ بے پروا، سزاوارِ حمد و ثنا ہے! وہ اگر چاہے تو تمہیں نابود کر دے اور نئی مخلوقات لا آباد کرے — اللہ رب العزت پر یہ کچھ بھی تو مشکل نہیں"!

تب نتیجہ یہ نکلے کہ دنیا بھی ہاتھ سے جاتی رہے، اور آخرت بھی — یعنی ؎

نہ خدا ہی ملا، نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

— العیاذ باللہ، وما علینا الا البلاغ! (محمد مدنی بن حافظ عبدالغفور)